ڈاکٹر خالد ظفر اللہ☆ رندھاوا

حدیث و سنت

صحیح بخاری کے تحریری مآخذ

کیا صحیح بخاری صرف زبانی روایات کا تحریری مجموعہ ہے؟

مذہبی روایات عام طور پر کسی معاشرے میں مختلف مذہبی رجحانات کی بنیاد پر رواج پاتی ہیں۔ ضروری نہیں کہ ان کی پشت پر صالح اور محققانہ فکر ہی موجود ہو۔ یہی وجہ ہے کہ جو لوگ مسلم معاشروں کے تعامل کو 'سنت' یا 'روایتِ متواترہ' کا نام دے کر احادیثِ صحیحہ کو ان پر پیش کرنا ضروری سمجھتے ہیں ہم انہیں فن حدیث سے ناواقف سمجھتے ہیں۔ اس کے بالمقابل فن روایت ایک نہایت ذمہ دارانہ فن ہے جس کے پیچھے نہایت گہری علمی بنیادیں موجود ہیں۔

درحقیقت عہدِ نبوت اور متصلہ قرونِ خیر میں اسلامی سوسائٹی میں جو اسلامی اَقدار مسلم معاشرے نے محفوظ کیں، ان کے اندر تغیر و تبدل کے علاج کے لئے ہی ایک طریق کار 'زبانی روایت' کو فروغ دینے کا بھی اختیار کیا گیا جس نے اسلامی قدروں کی مضبوطی میں نہایت اہم کردار ادا کیا جو محدثین کا ایک بڑا کارنامہ ہے۔ گویا یہ انسانی کردار اور معاشرتی رویے اسوۂ رسولﷺ کی زبانی روایات سے تائید پاکر اعلیٰ معیار حاصل کرتے رہے۔

فن روایات کے سلسلہ میں دوسری بات جو عموماً نظر انداز ہوجاتی ہے وہ یہ ہے کہ قرآن کی روایت میں اصل اہتمام 'الفاظ' کا ہوتا ہے اسی لئے وہاں سارا زور ''زبانی تلقّی'' پر ہوتا ہے اگرچہ یہ بھی روایت کی ہی ایک قسم ہے لیکن سنت کا زیادہ تر تعلق چونکہ مرادِ الٰہی سے ہوتا ہے جو رسولﷺ کے اسوۂ عمل سے تشکیل پذیر ہوئی، اس لئے اس کے تحفظ و بقا میں اصل مقصود بھی تعبیر شریعت ہے۔ چنانچہ اس میں الفاظ کی بجائے زیادہ اہتمام مفہوم و مراد کا ہے۔ اگرچہ محدثین نے یہ احتیاط بھی ملحوظ رکھی کہ جہاں تک ممکن ہو الفاظ میں بھی فرق نہ آنے پائے لیکن اگر مفہوم کی یکسانیت کے باوصف الفاظ و انداز کا فرق پڑ بھی جائے تو جمہور محدثین اس کو برداشت کرلیتے ہیں کیونکہ اتنی زیادہ سختی سے دین و شریعت آگے منتقل ہی نہ ہوپاتے لیکن بعد میں آنے والے فن حدیث سے نابلد لوگوں نے اس سے یہ مغالطہ کھایا ہے کہ شاید 'فن روایت' افواہوں کا علم ہے، اس بنا پر وہ اس کے خلاف تیشہ زنی کرتے رہتے ہیں۔

جہاں تک صحیحین (بخاری و مسلم) کا تعلق ہے وہ نہ صرف 'متفق علیہ' احادیث کا مجموعہ ہیں بلکہ اس مخصوص فنی اصطلاح کے علاوہ محدثین کا متفق علیہ مجموعہ حدیث بھی ہیں کیونکہ ان احادیث کی جس

☆ صدر شعبۂ اسلامیات، گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج سمندری، فیصل آباد (ایسوسی ایٹ پروفیسر)

طرح ایک عرصہ تک محدثانہ تنقید سے جانچ پڑتال ہوتی رہی، اس نے بخاری و مسلم پر اعتماد میں بہت اضافہ کر دیا ہے۔ اسی کو امت کے ہاں تلقی بالقبول کہا جاتا ہے۔

بہر صورت ان پہلوؤں کے باوجود محترم مقالہ نگار نے علی سبیل التنزل صحیح بخاری کا اس پہلو سے بھی ایک مختصر جائزہ پیش کرنے کی کوشش کی ہے کہ اس کتاب میں صرف زبانی طریقہ روایت سے ہی کام نہیں لیا گیا بلکہ اس سے قبل کے تحریری مآخذ بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔ اگرچہ روایت کو 'حافظہ' تک منحصر رکھنے کا محدثین میں کوئی قائل نہیں کیونکہ حفاظت وضبط کی دو قسمیں محدثین کے ہاں معروف ہیں: (۱) ضبط صدر اور (۲) ضبطِ کتابت، تاہم عامیانہ ذہن کے مغالطے دور کرنے کے لحاظ سے اس پہلو کو بھی اجاگر کرنے کی ضرورت ہے جس پر ہم موصوف کے شکر گزار ہیں۔ (محدث)

صحیح بخاری پر منکرین حدیث کی طرف سے اکثر و بیشتر یہ اعتراض دہرایا جاتا ہے کہ یہ کتاب صرف زبانی روایات کی بنیاد پر تحریر کی گئی ہے۔ اور یہ روایات بھی دو اڑھائی سو سال سے زبانی طور پر چلی آرہی تھیں اور تحریری طور پر ان کا کوئی وجود نہ تھا۔[۱] ان کے بقول ایک مجلس میں مختلف افراد کے سامنے کوئی بات بیان کی جائے اور بعد میں ان سے اس بات کا سماع کیا جائے تو نہ صرف الفاظ بلکہ مفہوم تک مختلف ہوتے ہیں۔ ایسی صورت حال میں دو صدیوں سے زائد عرصہ گذر جانے کے بعد ان زبانی روایات کے سہارے لکھی جانے والی کتاب کی قطعیت اور صحت کا کیا اعتبار باقی رہ جاتا ہے۔

عربوں کے بے مثال حافظہ کی ساری دنیا ہی معترف ہے۔ اس پر مستزاد جب ان مسلمان ہونے والے عربوں کو یہ وعید سنائی گئی کہ رسول اللہ ﷺ کے اسم گرامی پر جھوٹ بولنا دوزخ کا ایندھن بننے کے مترادف ہے۔ تو وہ لوگ بہت ہی محتاط ہوگئے اور روایتِ حدیث میں الفاظ کے بیان کرنے میں احتیاط کی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ لیکن ان سب سے قطع نظر ہم یہاں پر صرف صحیح بخاری کا جب اس حوالے سے جائزہ لیتے ہیں کہ آیا واقعتاً یہ صرف زبانی روایات کی بنیاد پر ہی لکھی جانے والی کتاب ہے یا اس کے کچھ تحریری ماخذ و مصادر بھی ہیں؟ نیز اس سے زبانی تقدم رکھنے والی کتبِ حدیث پائی جاتی ہیں یا نہیں؟ اور ان کتب کی روایات اور بخاری کی روایات کے متون میں لفظی مطابقت پائی جاتی ہے یا نہیں؟ مذکورہ بالا نکات پر جب ہم سلسلۂ تحقیق آگے بڑھاتے ہیں تو ہمیں تاریخی چوراہے میں منکرین حدیث کے اس اعتراض کی صداقت کا بھانڈا پھوٹتا نظر آتا ہے۔

بخاری کے مآخذ و مصادر کے حوالے سے عالم اسلام کے نامور ترک محقق جناب ڈاکٹر فواد سیزگین نے ۱۹۵۶ء میں ایک تحقیقی مقالہ بنام "مصادر البخاری" **(Buharinin Kay Naklari)**[۲] تحریر کیا تھا جو ۲۰۶ صفحات پر استنبول سے مطبوع ہے۔ اس میں انہوں نے ثابت کیا ہے کہ صحیح بخاری کی ذکر کردہ لغوی معلومات تقریباً تمام تر ابوعبیدہ کی "مجاز القرآن"[۳] اور الفراء کی "معانی القرآن"[۴] سے نقل کردہ ہیں۔ اس کے علاوہ موطأ امام مالک (۱۷۹ھ) سے روایاتِ بخاری کی پانچ صد سے زائد مقامات پر

مطابقت دکھانے کی غرض سے صفحات نمبر کی ایک تقابلی فہرست پیش کی ہے۔(۵) تقریباً ۳۰۰ روایات میں بخاری اور موطأ کے متون میں مکمل مطابقت پائی جاتی ہے جبکہ باقی مقامات پر تھوڑا بہت لفظی اختلاف پایا جاتا ہے۔

ڈاکٹر فواد سیزگین کی طرح دوسرے ترک سکالر ڈاکٹر علی آک یوز (Ali Akyuz) نے صحیح بخاری کے رجال میں سے امام عبدالرزاق (۲۱۱ھ) کی 'مصنف' کے متون سے صحیح بخاری کے متون کا تقابلی جائزہ لیا تو ۱۰۳ روایات میں 'صحیح بخاری' اور 'مصنف عبدالرزاق' کے متون میں مطابقت پائی گئی۔(۶) اسی طرح رجالِ بخاری میں سے معمر بن راشد (۱۵۳ھ) کی 'جامع'(۷) سے ۲۶۳ روایات میں مطابقت پائی گئی۔(۸)

۵۸ھ کے لگ بھگ تالیف شدہ "صحیفہ ہمام بن منبہ"(۹) کی روایات کے متون سے صحیح بخاری کے متون کا موازنہ کیا گیا تو ۷۴ روایات میں لفظی مطابقت پائی گئی۔

مذکورہ بالا کتب کے علاوہ صحیح بخاری سے زمانی تقدم رکھنے والی کتب مثلاً مسند احمد بن حنبل (۲۴۱ھ)، مسند الحمیدی (۲۱۹ھ)، جامع عبداللہ بن وہب (۱۹۷ھ) اور کتب عبداللہ بن مبارک (۱۸۱ھ) کا اس حوالے سے جائزہ لینا بہت مفید اور مثبت نتائج سامنے لا سکتا ہے۔

بہرحال مذکورہ بالا قدیم کتب سے صحیح بخاری کا موازنہ کرنے کے بعد اس اعتراض کی کوئی حقیقت باقی نہیں رہ جاتی کہ بخاری صرف زبانی روایات کی بنیاد پر تحریر کی جانے والی کتاب ہے کیونکہ اس سے پہلے کتبِ حدیث کا کوئی تحریری سرمایہ موجود نہیں تھا۔

منکرین حدیث اگر شارحین حدیث کی کتب کا مطالعہ کرتے تو شاید علمی طور پر ایسے بے خبری والے اعتراض کو ہوا نہ دیتے۔ صرف برصغیر کی نامور شخصیت شاہ عبدالعزیز کی "بستان المحدثین" کی طرف ہی مراجعت فرماتے تو انہیں خبر ہو جاتی کہ بخاری کے تحریری مآخذ بھی تھے۔ جیسے کہ شاہ صاحب نے فرمایا ہے "بخاری کی اکثر روایات اہل شام سے بطریق مناولہ ہیں (یعنی تحریری تبادلہ روایت کا طریقہ)"(۱۰)

امام بخاریؒ (۲۴۵ھ) کی الصحیح کے رجال میں سے عبدالرزاق (۲۱۱ھ) کی 'مصنف' (مطبوع)، معمر بن راشد (۱۵۲ھ) کی 'الجامع' (مخطوط) کتبِ حدیث کے علاوہ ہمام بن منبہ (۱۰۱ھ) کا صحیفہ (مطبوع) حضرت ابوہریرہؓ کے الصحیفة الصحیحة سے نقل کردہ ہے۔ حضرت ابوہریرہؓ کی وفات ۵۸ھ میں ہے۔ لامحالہ یہ صحیفہ ۵۸ھ یا اس سے قبل نقل کیا گیا ہے۔ ۵۸ھ کے قریبی دور میں تحریر میں محفوظ ہے۔ گویا دو سو سالہ جو تحریری خلا منکرین حدیث دکھاتے چلے آرہے ہیں، درحقیقت وہ خلا اس صحیفے سے لے کر امام بخاریؒ تک تاریخی تسلسل کے ساتھ کتبِ حدیث مطبوع یا مخطوط میں سرے سے باقی نہیں بلکہ اس دور کی نمائندہ کتبِ حدیث میں بھی احادیثِ رسول تحریری شکل میں موجود ہیں۔

اس کے باوجود اگر یہی رٹ لگائی جائے کہ بخاری سے پہلے احادیث کا کوئی تحریری مجموعہ موجود نہیں تھا تو سوائے جہل مرکب کے اسے اور کیا کہیے...... وقت اور وسائل کی کمی آڑے ہے ورنہ امام بخاریؒ سے متقدم محدثین کی دیگر کتبِ حدیث سے تفصیلی موازنہ پیش کر کے اس اعتراض کا تاریخی طور پر ٹھوس ردّ سامنے لایا جاسکتا ہے تاکہ بعض کم علم مسلمان اس اعتراض کی وجہ سے انکارِ حدیث کی جس راہ پر چل نکلتے ہیں وہ تو بچ جاتے اور اس کے بعد بھی اگر کسی کو اصرار ہو تو...... ﴿لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَّ يَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ﴾ (الانفال:۴۲)

صحیح بخاری سے دو سو سال قبل تحریر کی جانے والی کتابِ حدیث یعنی صحیفہ ہمام بن منبہ میں صحیح بخاری کی ۴۷ روایات کے متون میں مطابقت کا پایا جانا صحیح بخاری کے متون کی صداقت کے علاوہ احادیث کی صحیح بخاری سے قبل تحریری شہادت کا دو سو سالہ قدیم ثبوت ہے۔ درمیانی عرصہ کی چند کتب کا موازنہ بھی اس کا بین ثبوت ہے۔

احادیثِ رسول اللہ ﷺ کے جو اَلفاظ دو سو سال پہلے تھے، وہی امام بخاریؒ تک پہنچے جنہیں اِمام بخاریؒ نے اپنی کتاب میں نقل کیا۔ لہٰذا زبانی روایت کے بہانے حدیثِ رسول ﷺ کے الفاظ بدل جانے کا اِلزام بھی بلا دلیل ہے۔ کہتے ہیں دیگ سے ایک چاول دیکھ کر باقی کا فیصلہ کیا جاتا ہے یہاں تو صحیح بخاری کی ۴۷ روایات کے متون اپنے سے دو سو سالہ قدیم ماٰخذ سے مطابقت رکھتے ہیں۔ یہ تحریری و تاریخی ثبوت مل جانے کے بعد اہل قرآن کو قرآنی حکم ﴿اِعْدِلُوْا﴾ پر عمل پیرا ہو کر عدل وانصاف سے کام لینا چاہیے۔ انکارِ حدیث کی راہ ترک کر کے محدثین کے معیار پر پوری اترنے والی احادیث کی اتباع کی روِش اختیار کرنی چاہیے تاکہ قیامت کے روز یوں پچھتانا نہ پڑے ﴿يٰلَيْتَنِيْ اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِيْلًا﴾

حوالہ جات

(۱) پرویز، غلام احمد، مقامِ حدیث (لاہور ۱۹۹۲ء) ص ۱۳، ۱۵، ۱۷

(۲) راقم نے اس تحقیقی مقالے کا ترکی سے اردو ترجمہ شروع کر رکھا ہے۔

(۳) ابو عبیدہ، معمر بن مثنی التیمی (۲۱۰ھ)، مجاز القرآن (قاہرہ، ۱۹۵۴ء، عارض بأصوله وعلّق عليه: ڈاکٹر محمد فواد سیزگین)

(۴) ابو زکریا یحییٰ بن زیاد الفراء (۲۱۵ھ) معانی القرآن (مکتبہ سلیمانیہ، استنبول) کتاب نمبر ۲۶ (حصہ بغدادلی وھبی)

(۵) فواد سیزگین، مصادر البخاری، ص ۳۰۵ تا ۳۱۷

(۶) ڈاکٹر علی آک یوز، عبد الرزاق۔ بخاری باہمی تعلق (ترکی)، (استنبول، ۱۹۹۷ء) ص ۴۱

(۷) معمر بن راشد، الجامع (انقرہ یونیورسٹی، مکتبہ لسان جغرافیہ و تاریخ فیکلٹی، کتاب نمبر ۲۱۶۴ (حصہ اسمٰعیل صائب سنجر)

(۸) ڈاکٹر علی آک یوز، عبد الرزاق۔ بخاری باہمی تعلق، ص ۲۶۳

(۹) صحیفہ ہمام بن منبہ (فیصل آباد، ۱۹۸۳ء، تحقیق: ڈاکٹر حمید اللہ، ترجمہ: پروفیسر غلام احمد حریری)

(۱۰) شاہ عبد العزیز، بستان المحدثین (کراچی، ترجمہ: مولانا عبد السمیع، ص ۱۷۸)